



5187CH08

8 ٹیکسٹائل (Textiles)



کپڑے ہندوستانی تاریخ، اس کے ماضی، حال اور مستقبل کا حصہ ہیں۔ ہندوستانی کپڑے فراعنہ مصر کے مقبروں میں پائے گئے ہیں۔ قدیم یونان اور روم میں بھی یہ ایسی برآمدات میں شمار ہوتے تھے جس کی مانگ زیادہ تھی، یہ کپڑے یورپی اور مغل درباروں میں بھی پوشاک کا حصہ بنے۔ ہندوستان کے ہاتھ کے بنے سوتی کپڑے کی تجارت کو پیچھے چھوڑ کر مل میں بنے متبادل کپڑوں نے ان کی جگہ لے لی گویا یہ برطانوی صنعتی انقلاب کا کلیدی عنصر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گاندھی نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی کی تحریک کی علامت کے طور پر ہاتھ کی کاتی ہوئی کھادی بنائی۔ آج بھی ہندوستان بھر میں لاکھوں دستکار غیر معمولی روایتی ٹیکسٹائل بناتے ہیں جسے بین الاقوامی منڈی میں بھی پسند کیا جاتا ہے۔

بنائی کی روایت

ساتھیا لکڑی کے ایک بڑے کرگھے پر بیٹھا ہے، اس کے تانے بانے پر لپٹے چمکدار ریشمی دھاگوں سے کھڈی کے شٹل کو ادھر سے ادھر پھینک رہا ہے۔ وہ جیسے جیسے تانے کے دھاگوں کو بانے کے دھاگوں میں بنتا ہے، ایک کپڑا بنتا چلا جاتا ہے۔ یہ کسانچی ورم کی ریشمی ساڑی ہے، جامنی اور سُرخ رنگ کی اور اس کے چمکدار پتلوں پر سنہری رنگ کے شیر، ہاتھی اور مور ایک ساتھ ناچتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

کھڈی کے شٹل کے آنے اور جانے سے پیدا ہونے والی ٹھک ٹھک کی آواز ہمیشہ سے اُس کی زندگی کا حصہ رہی ہے۔ اس کے والد دادا اور پردادا اسی خاندانی کرگھے پر ساڑیاں

زربفت کا کام، وارانسی



بنتے آئے ہیں۔ بلکہ جہاں تک حافظہ ساتھ دیتا ہے یہ صورتِ حال یوں ہی نظر آئے گی۔

ساتھیا 17 برس کا ہے۔ اس کو آٹھ برس کی عمر میں بُنائی سیکھنی پڑی، حالانکہ اسے اپنے گاؤں کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنا پسند تھا۔ نئے قوانین چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے لیکن اس کے گاؤں میں ہر کوئی بُنائی میں لگا ہے۔ عورتیں دھاگا کاتتی ہیں اور اُس کو کرگھے پر تانے میں لپیٹتی ہیں۔ گاؤں کے رنگ ساز اور دھوبی دھاگوں کو حیرت انگیز رنگوں میں رنگتے ہیں اور تیار کپڑے کو کلف دیتے اور ترتیب دیتے ہیں۔ ہندوستان بھر کے تاجر اس گاؤں میں ساڑیاں خریدنے آتے ہیں جب کہ سورت سے آنے والے دوسرے تاجر سنہری زری خریدتے ہیں جن سے یہ ساڑیاں بنی جاتی ہیں۔ گاؤں کی معیشت عورتوں پر منحصر ہے جو شادیوں، تہواروں اور خصوصی مواقع پر ان روایتی ساڑیوں کو پہنتی ہیں۔ ساتھیا کے والد کے پاس رسالے سے تراشی گئی ایک تصویر ہے جس میں ایک مشہور فلمی اداکارہ اس کی بُنائی ساڑی پہنے ہوئے ہے۔

ساتھیا کے دادا اب خاصے لاغر ہو چکے ہیں اور ان کی بینائی کمزور ہو گئی ہے اور اب وہ باریک کام کی ساڑیاں نہیں بُن سکتے۔ وہ ساتھیا کو کئی صدیوں پہلے کی کہانیاں سناتے ہیں جب جنوبی ہند کے بنکر ہندوستان کی مالدار برادریوں میں سے ایک تھے۔ جن کی دولت سے وسیع و عریض مندر بنائے گئے اور جنہوں نے شاہی فوج کے لیے بھی عطیہ دیے۔

یہ سب برادریاں اپنی بُنائی کی مہارتوں کی بنا پر جانی جاتی ہیں اور ان کی عرفیت ان کی تجارت کی غماز ہے — مثلاً گجرات میں ونکر، یوپی میں انصاری، اڑیسہ میں مہر — بالکل اسی طرح جیسے کچی کھتری رنگائی اور چھپائی کرتے تھے۔

ساتھیا جانتا ہے کہ ان دنوں انتہائی ماہر بُنکر بھی بے انتہا غریب ہیں حالانکہ ان کی ساڑیاں بہت امیر لوگ ہی پہنتے ہیں۔ بُنکر قرضوں کے لیے تاجروں پر انحصار کرتے ہیں تاکہ وہ مہنگے ریشمی اور سنہری دھاگوں کی قیمت کی ادائیگی کر سکیں جن سے یہ

کانجی ورم ساڑی، تمل ناڈو





کپاس جمع کرنے اور کاتنے کا
ورلی نمونہ، مہاراشٹر

ساڑیاں بنی جاتی ہیں۔ بڑی بڑی صنعتی ملوں میں مشینوں اور چین سے آئے سستے مصنوعی ریشم کی نقل سے بنائی گئی ساڑیوں کی بازار میں زیادہ مانگ ہے۔

ہندوستانیوں کے ہاتھ سے بُنے ہوئے کپڑے آج بھی اپنی اقسام اور خوب صورتی کی وجہ سے منفرد ہیں۔ یہ ایک زندہ جاوید دستکاری ہے جس پر لاکھوں دستکار کار بند ہیں، جن میں سے بہت سے اپنی عمر کے دوسری اور تیسری دہائی میں ہیں۔ دنیا کے کسی اور ملک میں بنائی کی ایسی روایت نہیں ہے جو ہزاروں برس پہلے کی ہے اور جو اب بھی قومی دھارے کی معیشت کا حصہ ہے۔ ساتھیا اور اس جیسے دوسرے نوجوان دستکار ہندوستان کو خصوصی اور قابل فخر بناتے ہیں۔

سوت، دھاگے اور ریشے

ساتھیا کی کہانی میں آپ نے بنائی کے کئی پہلوؤں کے بارے میں پڑھا۔ آپ نے کئی اصطلاحیں جیسے، 'دھاگا'، 'کرگھا' اور 'ٹشل'، 'تانا' اور 'بانا'، 'کلف دینا' اور 'ترتیب دینا'، 'تاجر' اور 'بکر' پڑھیں۔ کپڑوں کی بنائی میں عام طور پر استعمال ہونے والے کچھ ریشے یہ ہیں:

♦ سوتی

♦ ریشی

♦ ادنی

♦ مذکورہ تینوں کا آمیزہ

♦ سونے اور چاندی کے تار وغیرہ

سوت / کپاس: ہندوستان میں اس کی کاشت ہڑپہ تہذیب کے زمانے سے ہوتی رہی ہے۔ خام کپاس ایک گول روئیں کی سفید گیند کی طرح ہوتی ہے جو زمین سے تقریباً تین فٹ اونچی جھاڑی پر نمودار ہوتی ہے۔ مٹی،

سوتی شال، گجرات

تمام ہندوستان میں عام، مضبوط جالی دار سوتی کپڑوں سے لے کر نفیس ململ تک انواع و اقسام کے سوتی کپڑوں کی بنائی ہوتی ہے جو ہندوستان میں سوتی کپڑوں کی بنائی کی صنعت کی بے انتہا کامیابی کی نمائندہ ہے۔ ہندوستانی ململ 3000 برس قبل مصر کی حنوط شدہ شاہی لاشوں کے لیے کفن کے طور پر استعمال کی جاتی تھی اور مغل بادشاہوں کی زیبائش کے لیے بطور لباس استعمال ہوتی تھی۔ نفیس سوتی ململ کو ان کے درباری شاعروں نے 'آب رواں'، 'شبّہم' اور 'بانت ہوا' جیسے شاعرانہ نام دیے تھے۔ اب اسے قومی اور بین الاقوامی ڈیزائنروں نے اپنا لیا ہے!

بیج اور دیگر غیر ضروری عناصر کو بنولوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ کپاس کے الگ الگ ریشوں کو جمع کرتے ہیں اور بید سے بنی کمان اور کیلے کے پتے کی درمیانی رگ سے بنی کمان کو تانت پر چڑھاتے ہیں۔ تانت کو ہلانے سے رُواں کپاس سے الگ ہو جاتا ہے۔ مطلوبہ موٹائی اور بناوٹ کے مطابق اسے چرنے پر کاٹا جاتا ہے اور تب جا کر یہ بنائی کے لیے تیار ہوتا ہے۔



ریشم کے کیڑے

دھاگے کی درجہ بندی اس کی موٹائی کے لحاظ سے ہوتی ہے، دھاگا جتنا باریک ہوگا درجہ بندی میں وہ اتنا ہی اوپر ہوگا اور تیار کیڑا اتنا ہی نفیس ہوگا۔ اس کی نفاست اور جذب کرنے کی خصوصیت نے اسے ہندوستان کے موسم گرما کی حرارت کے لیے ایک پسندیدہ کیڑا بنا دیا ہے۔



کانجی ورم ساڑی، تمل ناڈو

ریشم : یہ کریم رنگ کے ایک کیڑے کے کویا سے بنایا جاتا ہے جو شہتوت کے درخت کے پتوں سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ ریشم کے کیڑے کی سنڈی انتہائی عمدہ ریشم کا ایک بیضوی کویا کا تہی ہے جو سائز میں کبوتر کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ ریشم عام طور پر پیلا ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی سفید بھی ہوتا ہے۔ تقریباً 1600 ریشم کے کیڑے لگ بھگ 500 گرام ریشم پیدا کرتے ہیں اور ایک ہیکٹر زمین شہتوت کے اتنے پتوں کی پیداوار کے لیے کافی ہوتی ہے کہ وہ 46 کلو گرام ریشم کی پیداوار کے لیے سنڈیوں (Caterpillars) کو خوراک مہیا کر سکے۔ کویے کو لگ بھگ سات دن لگ جاتے ہیں کہ وہ اپنے گرد پوری طرح ریشم لپیٹ سکے۔

ریشم کا راز

ٹیکسٹائل کی بعض روایتیں ہم تک دنیا کے دوسرے حصوں سے پہنچی ہیں، جیسے کہ ریشم چین سے ہندوستان آیا، داستانوں کے مطابق چین نے ریشم کے کیڑوں کی برآمد پر پابندی عائد کر دی تھی، تاہم چین کے بودھ بھکشو انھیں اپنی بید کی بنی کھوکھلی چھڑیوں میں رکھ کر غیر قانونی طور پر ہندوستان لاتے تھے۔

پھر کویوں کو جمع کیا جاتا ہے اور مختلف اقسام کے لحاظ سے چھانٹنے کے بعد انھیں اُبالا جاتا ہے۔ ریشم کے دھاگے کو چرنی پر گھمایا جاتا ہے، سکھایا اور پالش کیا جاتا ہے۔ پھر اسے ٹکے پر لپیٹا جاتا ہے اور کاٹا جاتا ہے۔ ریشم کی ملائیت، آب و تاب اور تن جانے کی صلاحیت نے اسے بئے ہوئے کپڑوں میں سب سے زیادہ اعزاز بخشا ہے۔ ریشم اور کپاس کا مرکب: ایک اور پر شکوہ کپڑا 'مشرو' ہے۔ یہ گجرات کا ایک چمکدار کپڑا ہے جس پر کئی رنگوں کی بھڑکدار پٹیاں یا چاول کے دانے جتنے نقطے بنے ہوتے ہیں حالاں کہ یہ ریشمی کپڑا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ واقعی ریشم نہیں ہے۔ 'مشرو' اور 'ہمر' میں دہری بنائی ہوتی ہے، نچلی سطح پر ریشم ہوتا ہے جو سائٹن جیسا نظر آتا ہے جب کہ مکینکی اعتبار سے وہ سوتی ہی رہتا ہے۔



مشرو اور ہمر، گجرات

ایک ریشمی ساڑی، اڑیسہ

ٹسر، ایری (Tussar, Eri) اور موگا (Moga): ہندوستان ٹسر سلک پیدا کرنے والا واحد واحد ملک ہے جو اٹھیر یا آسامیہ کیڑے سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ کیڑا موسم اور والی کے درختوں کے





جامہ وار شال ، کشمیر

پتوں سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ ٹرسسک کی بافت کھردری اور ناہموار ہوتی ہے اور یہ ہلکے زردی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ چونکہ اپنی بافت کے لحاظ سے یہ کم مضبوط ہوتی ہے اور اسے ریفائن نہیں کیا جاسکتا اس لیے یہ شہتوت کے ریشم جیسی مضبوط اور نفیس نہیں ہو سکتی۔

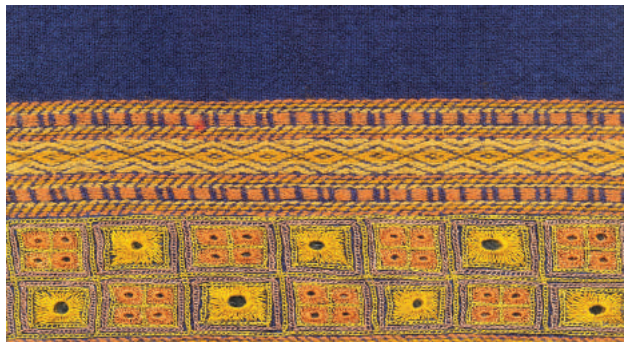
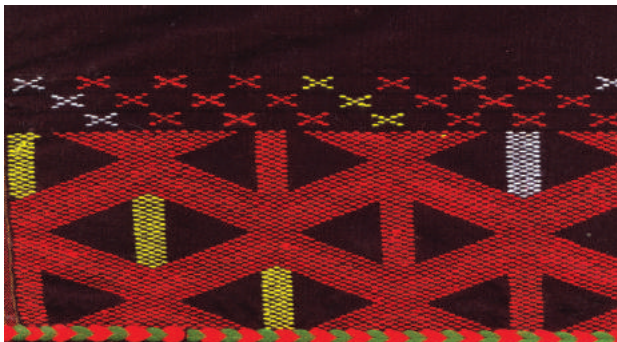
آسام کی خواتین بکرسنہری موگا اور ایری ریشم سے اپنا روایتی لباس 'میکلا' چادور بناتی ہیں جو ان کیڑوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو اپنی خوراک شہتوت کے پتوں کے بجائے اشوکا اور ارنڈی کے پتوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اؤن: یہ جانوروں کے اون سے حاصل کیا جاتا ہے۔ بھیڑوں کا اون سب سے عام ہے لیکن ہندوستان میں بکروں کا اون، اونٹ کے بال اور پہاڑی بکری کے بالوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ شمالی ہند میں انگورا خرگوش کو اس کے نفیس، طویل، انتہائی نرم اور ریشمی بالوں کی بنا پر پالا جاتا ہے۔ اس کی گرمی، تن جانے کی اس کی مضبوطی اور آگ پر نہ جلنے کی اس کی صلاحیت کی وجہ سے یہ اون خصوصی نوعیت کا حامل ہے۔

کشمیری جامہ وار شال کی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انگریزی لفظ شال (Shawl) فارسی لفظ (Shal) سے ماخوذ ہے جو ایک بُنا ہوا اونی کپڑا ہے۔ کشمیر میں شال کی بنائی کو پندرہویں صدی میں حکمران زین العابدین نے متعارف کرایا۔ اس نے مقامی بکروں کو دو سو قی موٹے کپڑوں کی بُنائی سکھانے کے لیے ترکستان کے بکروں کو بلایا۔ ایک شال میں پچاس رنگ تک استعمال کیے جاتے تھے۔

ہمالیہ کی جنگلی پہاڑی بکریوں کے اون سے بنی مشہور زمانہ کشمیری شال ہتوش 'انگوٹھی شال' اس قدر نفیس ہوتی ہے کہ ایک میٹر اونی شال کسی مرد کی مہر دار انگوٹھی سے گزاری جاسکتی ہے۔ ماحولیاتی وجوہات اور پہاڑی بکریوں کی نسل کو محفوظ رکھنے کی بنا پر اس کی پیداوار اور فروخت ممنوع ہے۔ اس کی بُنائی ایک اعلیٰ فن تھا اس کو پہننا اب ایک ایسا سہانا خواب ہے جس کی تعبیر نہیں ملتی۔

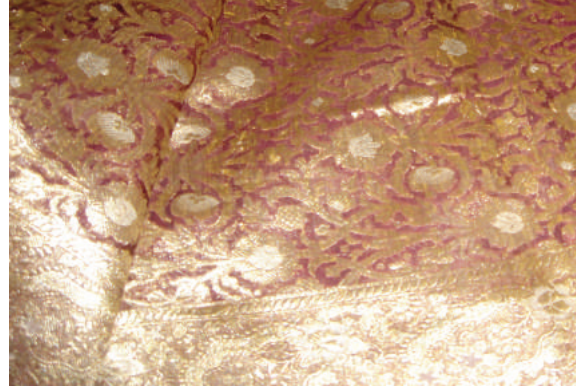
ہندوستان کی مختلف ریاستوں کی اونی شالیں



بکرے کے اون کے موٹے جھوٹے ڈھیلے کو، جو کچھ اور تھار کے ریگستانوں میں چرواہے اور اونٹوں کے گلہ بان پہنتے تھے، اب نئے زمانے کی حیرت انگیز شالوں، گھر کی آرائش اور غلافوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ان دنوں ڈیزائنز شمال مشرق کی قبائلی شالوں اور ہماچل کی کٹوری شالوں سے دیسی نقش و نگار اور رنگوں کو استعمال کر کے ان سے نرم و سوتلی اون کی کپڑے اور بھیڑ کے اون کا کام لے رہے ہیں۔

ٹیکسٹائل کی تکنیکیں

ہندوستانی ٹیکسٹائل کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: آرائشی بُنائی اور بُنائی کے بعد آرائش والے کپڑے۔ آرائشی بُنائی والے کپڑوں کے لیے کرگھوں پر فنکارانہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔



کرگھ پر تیار آرائشی کپڑا



ایک کرگھ پر کام کرتے ہوئے

بُنائی کے بعد آرائش والے کپڑے وہ ہیں جن میں فنکارانہ مہارت کا اظہار بُنائی کے بعد کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں سادہ کپڑوں کو نیچے دی ہوئی تکنیکوں سے سجایا جاتا ہے:

- ◆ رنگنا؛ باندھنا اور رنگنا
- ◆ کڑھائی
- ◆ ہاتھ سے چھپائی؛ ہاتھ سے رنگ کرنا
- ◆ پارہ دوزی یا اپلیق دوزی کرنا



باندھ کر رنگنا



ہاتھ کی پینٹنگ



کشیدہ کاری



اپلیق (Applique)



کرگھے پر کپڑوں کی آرائش



آرائشی بنائی والے کپڑے: ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں ہاتھ کی بنائی

کئی طرح کے کرگھوں پر کی جاتی ہے جیسے:

♦ شٹل کو ادھر سے ادھر کرنے والے کرگھے

♦ شٹل اوپر جانے والے کرگھے

♦ صلیبی کرگھے

♦ گدھوں میں لگے کرگھے

♦ جیکارڈ

بنائی کا فن تین اعمال سے عبارت ہے — پھینکنا، اٹھانا اور پیٹنا

پھینکنے کی حرکت پیروں سے پاندان کو حرکت دینے پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ

لپٹے دھاگوں میں سے ایک کے بعد دوسرا دھاگا شٹل کے لیے گھل جائے۔

اٹھانے کی حرکت شٹل کو ایک طرف سے دوسری طرف لے جانے پر مشتمل

ہوتی ہے۔

پیٹنے کی حرکت بانے کے دھاگوں کو اپنی جگہ بٹھانے کے لیے تھکی دینے پر

مشتمل ہوتی ہے۔

جب یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے تو بانے کے دھاگے تانے کے دھاگوں کے

ایک سیٹ کے کنارے کنارے اور ایک دوسرے کے نیچے گزرتے ہیں۔ یہ

حرکات بنیادی کپڑے کی پیداوار کے لیے دہرائی جاتی ہیں۔ بافت کی

پیداوار تانے کے دھاگوں کو گن کر ان میں جزوی اختلاف پیدا کر کے اور انھیں کس کر یا ڈھیل دے کر بننے

سے کی جاتی ہے۔ تانے اور بانے پر رنگین دھاگے لگا کر نقش و نگار بنائے جاسکتے ہیں۔

شمالی مشرقی ریاستوں کی عورتیں ایک تنگ صلیبی کھڈی کو استعمال کرتے ہوئے کالے، سرخ اور سفید سوئی

شالیں بنتی ہیں جن پر ڈھالوں، تلواروں، تتلیوں اور سانپوں کی تصویریں ہوتی ہیں اور جنھیں وہ اپنی کمر پر کمر بند

سے باندھتی ہیں۔

80 برس کی ایک منی پوری خاتون سے، جو ایک فرسودہ ہینڈلوم شال پہنے ہوئی تھیں، پوچھا گیا کہ کیا انھیں ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہے اور یہ کہ وہ لمبے میں بنا ہوا گرم مصنوعی سویٹر کیوں نہیں خرید لیتیں جو زیادہ مہنگا بھی نہیں ہے اور بازار میں آسانی سے بھی دستیاب ہے۔ اُن کا جواب کئی ایسی غیر محسوس چیزوں کی یاد دہانی کراتا ہے جنھیں ہم نظر انداز کر دیتے ہیں: ”میں نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے کاٹا ہے، میری والدہ اور بہن نے اسے بُنا ہے، اس میں کئی انگلیوں کی حرارت اور ان کا گداز مضمر ہے۔ کوئی مشین بھلا اس سے زیادہ گرم کوئی چیز بنا سکتی ہے؟“



98

بلاک سے چھپائی

- بلاک سے چھپائی، جو تمام مغربی اور وسطی ہندوستان میں رائج ہے، نیچے بیان کی گئی ہے۔
- ہر ڈیزائن کی چھپائی لکڑی کی پیچیدہ کھدائی (Carving) والے کئی مختلف بلاکوں سے کی جاتی ہے۔
- 1- بلاک کی کھدائی خود ایک فن ہے۔ خاکہ کھینچنے کے لیے دو تہا، پس منظر کے لیے گد، ہر رنگ کے لیے ایک علاحدہ بلاک۔ بعض ڈیزائنوں میں چھ سے آٹھ تک مختلف رنگ ہوتے ہیں۔
 - 2- بلاک کو رقیق رنگوں میں ڈبوایا جاتا ہے اور خصوصی طور پر تیار کردہ کپڑے پر اچھی طرح دبا کر دوسرے ہاتھ سے ہلکی سی تھپکی دی جاتی ہے تاکہ اس کا نقش پوری طرح ابھر آئے۔
 - 3- جب کپڑے پر ایک بلاک سے چھپائی ہو چکی ہوتی ہے تو اگلے بلاک سے چھپائی کی جاتی ہے اور پھر ترتیب سے اس سے اگلے بلاک کی چھپائی کی جاتی ہے۔
 - 4- چھاپہ ساز کو بلاک کے کنارے پر ایک چھوٹی نشانی لگا کر بہت دھیان سے کپڑے پر رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ پھسلے نہیں اور ہر رنگ ڈیزائن میں بالکل صحیح طور پر بیٹھ جائے۔



بلاک بناتے ہوئے



لکڑی کے بلاک



بلاک چھپائی بنائی کے بعد کپڑے کو سجانے کا ایک طریقہ ہے





لسکزی کا بلاک پیزلے ڈیزائن
(paisley motif) کا

امتیازی ڈیزائن اور تکنیکیں

بُنائی اور کڑھائی ہی کی طرح، بلاک چھپائی کے ڈیزائن اور رنگوں پر ان مقامات کی چھاپ ہوتی ہے جہاں ان کو تیار کیا جاتا ہے۔

راجستھان کے سانگانیہ سے جو ڈیزائن بن کر آتے ہیں ان میں مختلف رنگوں کی پھول دار بوٹیوں کے ڈیزائن شامل ہوتے ہیں۔

اتر پردیش کے فرخ آباد میں تمام کپڑے پر پیزلے (Paisley) جال ہوتے ہیں۔

مدھیہ پردیش کی باغ چھپائی بہت سرخ اور سیاہ ہوتی ہے۔

کچھ کی دھماکا اپنے دوطرفہ اجڑک کے لیے مشہور ہے جس میں اودے، قمری اور سیاہ رنگوں کے مختلف رنگوں کے شش پہلو نقش و نگار ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور جسے بنانے کے لیے 15 مختلف عمل درکار ہوتے ہیں۔

بلاک چھپائی کی بے شمار تکنیکیں ہیں جیسے براہ راست، مزاحم، باتیک، داغنا، کھڑی چھاپ (سونے اور چاندی کی چھپائی)۔

بعض معاملوں میں رنگائی براہ راست کپڑوں پر کی جاتی ہے، اور بعض دیگر معاملوں میں موم، مٹی یا کیمکل کے استعمال سے کچھ حصوں کو رنگائی سے بچایا جاتا ہے۔ ہر تکنیک امتیازی نوعیت کی حامل ہے۔



چھپے ہوئے ڈیزائن

اوپر دائیں: باگھ،

مدھیہ پردیش

نیچے دائیں: دھماکا،

کچھ، گجرات

اوپر بائیں: فرخ آباد،

اتر پردیش

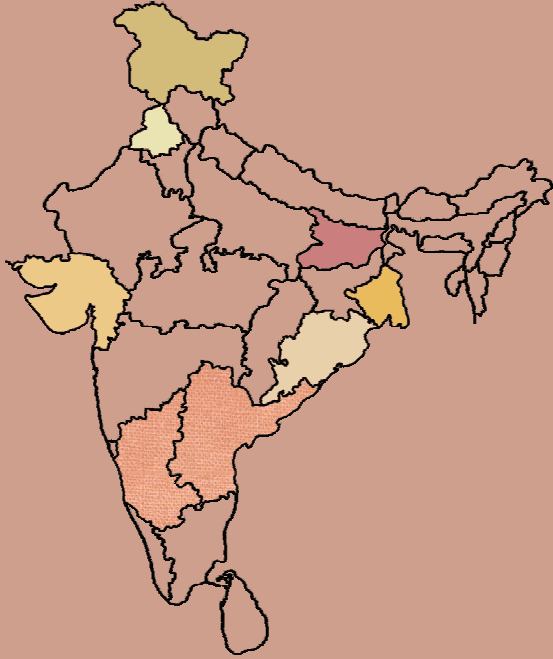
نیچے بائیں: سانگانیہ،

راجستھان

ہندوستانی کشیدہ کاری



سیاح مارکو پولو نے تیرھویں صدی میں ہندوستان کے بارے میں کہا تھا: ”..... یہاں کی کشیدہ کاری دنیا میں کسی بھی مقام کے مقابلے سب سے عمدہ ہے۔“



کشمیر کی شالیں ایسی ہوتی ہیں جو دلکش طور پر دونوں طرف سے ایک ہی ڈیزائن کی کڑھی ہوئی ہوتی ہیں جب کہ دونوں طرف الگ الگ رنگ ہوتے ہیں۔ اسے ’دو رخا‘ کہا جاتا ہے۔ ایک اکلوتی شال کی تکمیل میں دو سال تک لگ سکتے ہیں۔



مغربی ہند کے کچھ میں خواتین خواہ وہ راہڑی، اہیر، موچی، میگھوال، درباریا جاٹ برادری کی ہوں کم عمری سے ہی کشیدہ کاری کا ہنر سیکھ لیتی ہیں۔ وہ اپنے پانچامے — پٹی کوٹ، چولی، نقاب، رضائیوں اور گھروں کے لیے آرائشی سامان پر کشیدہ کاری کرتی ہیں۔ زیادہ تر کچی کشیدہ کار خواتین —

پنجاب اپنی روایتی کشیدہ کاری کے لیے مشہور ہے جسے پھلکاری — پھولوں کا کام کہتے ہیں۔ شوخ رنگوں جیسے آتشیں گلابی، نارنجی، زرد اور کریم رنگ کے دھاگوں کا استعمال کرتے ہوئے بھورے رنگ کے کھادی کے کپڑے پر الٹے اور باہم پیوست بنیوں کی کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔ تمام شال (دوپٹا) پر کی گئی کشیدہ کاری کو ’باغ‘ کہتے ہیں جو واقعی پھولوں کے باغ سے مشابہ ہوتی ہے۔



قرمزی، فیروزہ سبز، زرد اور جامنی رنگوں کا استعمال کرتی ہیں۔ جیسا کہ ان کے ریگستان بے آب و گیاہ اور چمکدار ہیں ان کی کشیدہ کاری اسی قدر پھولوں، موروں، ہاتھیوں اور طوطوں کے ڈیزائنوں سے مالا مال ہیں۔ کچھ کے ہرگاؤں اور فرقے کے بنیوں اور نقش و نگار کے امتیازی سیٹ ہوتے ہیں: کاٹی دار بنی، باہم پیوست اور مچھلی کے کانٹوں جیسے بنی اور ایک کانٹے کے ساتھ بہت نفیس زنجیری بنی بھی کیے جاتے ہیں۔ کپڑوں میں جھلملاتے شیشے بھی لگائے جاتے ہیں۔

بہار کی سوچنی عام طور پر بڑے بڑے ڈیزائنوں کے ساتھ رضائی پر کشیدہ کاری کی ایک قسم ہے۔



چکن کی کڑھائی کی 22 الگ الگ قسمیں ہیں۔ روایت ہے کہ ملکہ نور جہاں نے اپنے شوہر جہانگیر کے لیے ایک ٹوپی بناتے ہوئے چکن کی ایجاد کی تھی۔ اتر پردیش کے لکھنؤ میں چکن کے کام میں سوتی ململ پر کئی طرح کی کشیدہ کاریاں کی جاتی ہیں جن سے پھولوں، نیلے اور ستاروں کا ایک جال سا بن جاتا ہے۔ کشیدہ کاری کے عجیب و غریب نام بھی ہیں۔ جیسے گھاس کی پٹی، اتنی ہی نرم جتنی کہ گھاس، مڑی جو بالکل چاول کے دانے جیسی معلوم ہوتی ہے اور کیل، جو کیل کے سرے جیسی نظر آتی ہے سب سے زیادہ عام ہیں۔ بنجہ، کپڑے کی پشت پر مچھلی کے کانٹے جیسی کڑھائی کی جاتی ہے جو اوپر کی طرف ایک پر چھائیں کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ تچی، جڑی ہوئی مسلسل کڑھائی اور پھندا ایک کسی ہوئی گول گرہ کی صورت جو پھول اور پتیاں کاڑھنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔



پارہ دوزی اور اپلیق دوزی دیگر ٹیکسٹائل مہارتیں ہیں جو ہندوستان بھر میں عورتیں انجام دیتی ہیں۔ اس میں چھوٹی ہندی پارہ دوزی یعنی رام پور اور لکھنؤ کے گوٹے سے لے کر بڑے اور شوخ ڈیزائنوں والے تصویری لائفوں تک، جو راجستھان اور گجرات میں ملتے ہیں، سبھی شامل ہیں۔ ہر دھن کے پاس کم از کم ایک درجن لحاف ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

اڑیسہ کی پہلی اپلیق دوزی کی اپنی ایک منفرد قسم ہے جس میں گہرے سرخ، زرد اور سبز ناپتے ہوئے ہاتھی اور طوطے ہوتے ہیں جو اتنے ہی رنگ برنگ بنیادی کپڑے پر سفید یا کالی زنجیری کشیدہ کاری کے خاکے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ شروع شروع میں اسے پوری مندر کے رتھ کے جلوس میں لٹکنے والے کپڑے کے طور پر تیار کیا گیا تھا لیکن اب اس کا استعمال باغوں میں لگی چھتریوں، تکیوں اور دیگر شہری ضروریات کے لیے کیا جاتا ہے۔



بنگلہ کی کشیدہ کاری 'کانٹھا' ہزاروں عمدہ بنجیوں پر مشتمل ہوتی ہے جس سے کپڑا چٹنوں والے کمبل کا سا نظر آنے لگتا ہے۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان میں کانٹھا کا استعمال کمبل اور غلاف بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ پرانی ساڑیوں کو ایک ساتھ موڑا جاتا ہے اور ساڑی کے بارڈر میں سے نکالے گئے رنگین دھاگوں سے کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔ اب کانٹھا کشیدہ کاری کرنے والے میٹر مارکیٹ کے لیے ساڑیاں اور دوپٹے بناتے ہیں۔



جنوبی ہند کے آندھرا پردیش اور کرناٹک کے خانہ بدوش قبائل لمبانی، لمباڈا اور بنجارہ قابل دید کشیدہ کاری کرتے ہیں۔ کچی باشندوں کی طرح یہ بھی خوب صورت پیٹی کوٹ، بے کمر کی چولیاں اور نقاب پہنتی ہیں جو بھر کدار، رنگین شیشوں کے ڈیزائن، چاندی یا دھات کے سکوں اور سروں پر زیورات سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ ان کے ڈیزائن قدرتی پھولوں، پرندوں اور جانوروں کے بجائے جیومیٹری کی اشکال پر مبنی ہوتے ہیں۔

شمالی کرناٹک میں کسوٹی چار مختلف کڑھائیوں کا ایک میل ہے جو حاشیوں، پلو اور نیلی سیاہ اودے رنگ میں رنگی چندرکلا ساڑیوں کے بلاؤز پر کی جاتی ہے۔ یہ ساڑیاں خطی ہندو لکھنؤ کے جہیز کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ اس پر نقش و نگار اپنے کردار کے لحاظ سے تصویری نوعیت کے ہوتے ہیں: تلسی کا پودا، مندر کی گتھی، آٹھ نقطوں والا ستارہ، طوطے، مور، لکھنوں کی ڈولیاں، گہوارے اور پھول دار درخت۔



کیا آپ جانتے ہیں...

♦ رنگ وہ پہلی چیز ہے جس سے کوئی شخص ہندوستان کی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ کملا دیوی چٹوپادھیائے نے کہا ہے، ہر رنگ کی اپنی روایت، جذبہ، سماجی تناظر اور قابلِ قدر اہمیت ہے۔

سرخ، شادی اور محبت کا رنگ؛ نارنجی اور زعفرانی اور گیرو مٹی، یوگی کا رنگ جو اس مٹی سے لا تعلق ہوتا ہے؛ زرد، موسمِ بہار، آموں کی کونپلوں، شہد کی مکھیوں کے جھنڈ اور صبح کے پرندوں کا رنگ؛ نیلا، نیل کارنگ اور گوپال بچہ دیوتا کرشن کا رنگ..... یہاں تک کہ بڑے دیوتاؤں کے بھی اپنے رنگ ہیں۔ برہما سرخ تھے، شیو سفید تھے اور وشنو نیلے تھے۔

♦ وشنو دھر موتر نے سفید کے پانچ رنگوں کے بارے میں بتایا ہے—ہاتھی دانت، یاسمین، اگست کے چاند، بارش کے بعد اگست کے بادل اور سیپ کے رنگ۔

♦ یہ بات تعجب خیز نہیں ہے کہ سترھویں صدی تک ولیم مورکروفت نے کشمیر کے شال سازوں کے مابین استعمال ہونے والے 300 سے زیادہ رنگوں کی فہرست بنائی ہے۔

♦ پہلی صدی عیسوی سے ہی سلک روٹ کے راستے آنے والے سیاحوں نے کپڑوں میں کتنی رنگ کے سات، نیلے کے چار اور سبز کے چار الگ الگ رنگ ریکارڈ کیے ہیں۔

♦ ہندوستان میں رنگ سبزیوں اور معدنیات سے بنائے جاتے ہیں، انار، لاکھ اور مچھ، گلابی، سرخ اور کتنی رنگوں کے لیے؛ لوہے کی ڈھلائی سے سیاہ رنگ، بڑے پھولوں سے زرد۔ رنگ انتہائی غیر متوقع وسیلوں سے پیدا کیے جاتے تھے۔ پیاز کی جھلی سے خوبصورت سرخی مائل کتنی، پستوں کے خول سے سبز، چمکدار سرخ رنگ نازک بھونرے سے، گائے کے مرتکز پیشاب کو آم کے پتوں پر ڈالنے سے نارنجی زرد رنگ ملتا ہے۔

♦ برطانوی راج کی بلیرڈ کی میز پر کچھی بانات (بلیرڈ کی میزوں پر استعمال ہونے والی روئیں دار کپڑا) کی ایک کہانی ہے جسے ریگیمنٹل میس سے اس لیے چرایا گیا تھا تا کہ کسی جامہ دار شال کے لیے درکار بالکل ویسا ہی سبز رنگ تیار کیا جاسکے۔

♦ ہمیشہ کی طرح رنگوں کو خواہ وہ رنگ جو معدنیاتی وسائل سے اخذ کیے گئے ہوں (مختلف فلزی نمکیات سے حاصل کیے گئے سلی کیٹ اور بورک ایسڈ — کو بالٹ آکسائیڈ، پوٹاشیم کرومیٹ اور میکینیز کاربونیٹ) شاعرانہ نام دیے گئے ہیں: آبِ لہر، طوطے کا پر، خونِ کبوتر۔

گھر اور بازار



ہندوستان میں بازار کے لیے کاروباری کشیدہ کاری ہمیشہ مرد کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ چکن کا کام بھی روایتی طور پر مردوں کے محفوظ ہاتھوں میں ہے اور عورتیں صرف اوپری بھرائی کے کام کرتی رہی ہیں۔ اتر پردیش کا پُر پیچ سنہری تار یا ستاروں کا کام (زردوزی، کام دانی اور نگیش) ایک کھنچے ہوئے لکڑی کے فریم یا ڈے پر کیا جاتا ہے اور کشمیری آری، اونی کریول کے کام، تڑا اور سوزنی کشیدہ کاری پر اب بھی تقریباً خصوصی طور پر مردوں کا غلبہ ہے۔



میرے اہل خاندان کی زندگی ان دھاگوں پر
ٹکی ہے جنہیں میں کاڑھتی ہوں۔
— رامین، بانس کا ننھا کی
کشیدہ کاری کرنے والی ایک دستکار

پھولوں اور پتوں کے پُر پیچ ڈیزائن کے ساتھ سوزنی
نے وادی کشمیر کے لہلہاتے کھیتوں اور پھولوں کے حسن
سے اپنے لیے تحریک حاصل کی ہے۔

تڑا کا کام اب شادی کے ملبوسات، فلموں کے ملبوسات
اور فیشن کے ملبوسات کا ایک بڑا کاروبار بن گیا ہے اور یہ مغل
دربار کی اس شان و شوکت کا مظہر ہے جس کے تحت سونے
کے تار کے کام کو شرق وسطیٰ اور بازنطین سے لایا گیا تھا۔

ان دنوں دیہی کشیدہ کار خواتین نے طور پر باختیار ہو رہی
ہیں اور بازار میں اپنی کشیدہ کاری کے ہنر سے آمدنی حاصل
کر رہی ہیں۔ ہندوستان بھر میں خواہ وہ بہار میں ہوں یا بانس
کانتا میں، خواتین روزگار کے لیے کشیدہ کاری کر رہی ہیں۔



مشق

1- صفحہ 25 پر کبیر کا دوہا پڑھیے اور ٹیکسٹائل کی بنائی کے بارے میں دی ہوئی تصویروں کو استعمال کرتے ہوئے خود اپنی ایک نظم کہیے؟

2- اپنے گھر میں روایتی ٹیکسٹائلوں کو دیکھیے اور نیچے دی ہوئی مثال کے مطابق ایک جدول تیار کیجیے:

اصل مقام	ٹیکسٹائل	موٹف (Motif)	معنی
تمل ناڈو	ریشم	پھول	زندگی، حسن، متبرک

3- کپاس اگانے والے کسان سے لے کر تیار مصنوعات فروخت کرنے والی اشتہاری ایجنسی تک، ٹیکسٹائل صنعت میں خصوصی مہارتوں کے حامل ہزاروں لوگ روزگار سے لگے ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل بتائیے۔

4- ولیم ہیٹک نے 1835 میں کہا تھا، ”ہندوستانی بنکروں کی ہڈیاں ہندوستان کے میدانوں کو اُجلا کر رہی ہیں۔“ آپ اپنی تاریخ کی تفہیم سے ہندوستانی ٹیکسٹائل صنعت پر نوآبادیاتی نظام کے اثرات بیان کیجیے؟

5- گاندھی جی اور کھادی پر غور کیجیے اور وجوہات تلاش کیجیے کہ کیوں اور کس طرح پچھلے 100 برسوں میں کھادی کی معنویت اور اہمیت میں تبدیلی آئی ہے؟

6- اپنے تمام اہل خاندان کے ذریعے پہنے جانے والے کپڑوں پر غور کیجیے۔ وہ جو کچھ پہنتے ہیں اس کا انتخاب کس بنا پر کرتے ہیں؟ ذات، مذہب، عمر، جنس، روایات اور فیشن کے بارے میں غور کیجیے جس کا اظہار ساز و سامان، پگڑیوں، چپلوں اور قیمت وغیرہ سے ہوتا ہے۔

7- جن کپڑوں کو پہننے کے لیے آپ منتخب کرتے ہیں وہ زندگی کے تین آپ کے اپنے فلسفے کا کس طرح اظہار کرتے ہیں؟

8- ہمارے ملک میں کس طرح کی کشیدہ کاری روایتی طور پر مرد کرتے رہے ہیں اور کیوں؟

9- اپنی ریاست کی ٹیکسٹائل روایت کے بارے میں تحقیق کیجیے اور اسے دستاویز کی صورت میں پیش کیجیے؟